Lesson 2: Al-Isra (Ayaat 11- 22): Day 8 سُوۡرَةُ بَنِیۡۤ اسرآئیل / الۡاِسۡرَاء کی تفسیر

اس سبق کا آخری مضمون؛

مَّن كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَن نُّرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَّدْحُورًا ﴿١٨﴾ جو کوئی دنیا چاہتا ہے تو ہم اسے سر دست دنیا میں سے جس قدر چاہتے ہیں دیتے ہیں پھر ہم نے اس کے لیے جہنم تیار کر رکھی ہے جس میں وہ ذلیل وخوار ہو کر رہے گا﴿١٨﴾

دو کردار ہر وقت ہم اپنے سامنے دیکھتے ہیں۔ایک وہ ہوتے ہیں جو دنیا کو چاہتے ہیں،ایک وہ ہوتے ہیں جو آخرت کو چاہتے ہیں۔دنیا کے لئے یہاں لفظ الْعَاجِلَة آیا۔وہ لوگ جو عجلت سے ہیں۔اجل، عاجلہ، آخرت کی ضد ہے عاجلہ۔بہت ہی جلدی کسی چیز کو طلب کرنا،بہت پانا،سب کچھ دنیا ہی میں لے لینا۔

مَّن كَانَ جو کوئی ہے، کیا کرتا ہے، يُرِيدُ ارادہ کرتا ہے، چاہتا ہے، خواہش رکھتا ہے، الْعَاجِلَة دنیا کی، دنیا کی جلد ملنے ولی چیزیں۔یا نیکی کا انجام فوراً سامنے آجائے۔قدر دانی ملے، لوگ میرا احترام کریں، لوگوں سے صلہ ملے، فوراً بدلہ چاہنا۔اللہ تعالی کہتے ہیں،

عَجَّلْنَا لَهُ ہم دے دیتے ہیں اُس کو جلدی، جو جلدی چاہتا ہے ہم اُس کو فوراً دے دیتے ہیں۔لَهُ اس میں یعنی اس دنیا میں، یعنی چاہتا ہے ہم اس کو اس دنیا میں ہی دے دیتے ہیں۔کتنی؟

مَا نَشَاءُ ہم جتنا چاہتے ہیں۔یعنی وہ تو جو چاہے مانگتا رہے، مگر ہم اتنا ہی دیتے ہیں، جتنا ہم چاہتے ہیں۔ کس کو ہر ایک کو؟ نہیں!

لِمَن نُّرِيدُ جس کے لئے ہم چاہتے ہیں۔ ایک ایک لفظ پہ غور کریں کہ دنیا مل جاتی ہے، کس کو جس کو اللہ چاہے، کتنی! جتنی اللہ تعالی چاہیں، ارادہ اور کوشش لازم وملزوم ہیں۔

اللہ تعالی وسائل مسلمانوں کو بھی دیتا ہے، کافروں کو بھی دیتا ہے، جو ان وسائل کو استعمال کر لیتا ہے اُس کو دنیا میں ترقی مل جاتی ہے۔ کافر کوشش کرے گا اُس کو مل جائے گا۔ مسلمان کوشش کرے گا اس کو ملے گا، مسلمان کوشش چھوڑے گا اُس کو نہیں ملے گا۔ لیکن جو دنیا کو پالیتا ہے بھاگ دوڑ کے بعد، دنیا مل گئی جتنی رب نے چاہی،

ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ پھر ہم نے اُس کے لئے جہنم بنادی۔ یہ نہیں کہا اس کو جہنم کے لئے بنایا، بلکہ کہا اُس کے لئے جہنم بنادی۔ يَصْلَاهَا وہ داخل ہو گا اس میں،

مَذْمُومًا کا لفظ ذ، م، م سے ہے۔ مزموم اردو کے جملوں میں آتا ہے یعنی بہت برے حالات میں۔

مَّدْحُورًا د حرا، سے دھتکارا ہوا۔ دھکے دیئے ہوئے۔ یعنی دنیا کا طالب، جو سارا دن دنیا کے لئے بھاگتا ہے۔ بھاگتا دوڑتا، وہ مسلمان بھی ہو سکتا ہے، وہ کافر بھی ہو سکتا ہے۔ جس کو صرف دنیا کی چیز چاہئے وہ بس اُسی میں بھاگ رہا ہے۔

اُس کے لئے اللہ کا فیصلہ کیا ہے؟ جس کو جتنی، جب رب چاہے دیتا ہے۔ دنیا کے ہر طالب کو دنیا نہیں ملتی۔

صرف اُسی کو ملتی ہے جس کو رب چاہے۔ پھر اُتنی نہیں ملتی جتنی وہ چاہتا ہے۔ بلکہ اُتنی ملتی ہے جتنی اللہ تعالی چاہتے ہیں۔ جو اللہ تعالی فیصلہ کریں۔

لیکن !اس دنیا طلبی کا نتیجہ جہنم کا دائمی عذاب اور رسوائی، دنیا تو مل ہی جانی تھی جتنی رب نے چاہنی تھی، اُس نے اپنے لئے ایسا کام کروالیا، جو اسکو آخرت میں رسک پہ لے گیا۔

وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُم مَّشْكُورًا ﴿١٩﴾

اور جو آخرت چاہتا ہے اور اس کے لیے مناسب کوشش بھی کرتا ہے اور وہ مومن بھی ہے تو ایسے لوگوں کی کوشش مقبول ہوگی ﴿١٩﴾

اِس کے برعکس! وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ اور جو آخرت کا ارادہ کرتا ہے، یعنی جو آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں لینا چاہتا ہے،

1) پہلی بات ارادہ،

2) دوسری بات، وَسَعَىٰ لَهَا اس کے لئے کوشش بھی کرتا ہے کتنی! جتنا اس کا حق ہے۔

یعنی بہت کوشش کرتا ہے تھوڑی نہیں کرتا جتنی کوشش حق ہے، اتنی کرتا ہے۔ یعنی ایک پوری حد تک کوشش کریں، اور یہ کوشش کرنی ہونی چاہئے۔ جتنا دنیا اور آخرت کا فرق ہے، جتنا یہاں رہنا ہے۔ اتنی یہاں کی کوشش جتنا وہاں جانا ہے اتنی وہاں کی کوشش کریں۔ تیسری شرط کیا ہے؟

وَهُوَ مُؤْمِنٌ۔ وہ ایمان والا ہو! دیکھیں اللہ تعالیٰ کے ہاں قدردانی کے لئے تین چیزیں بیان کی گئیں،

ا۔ ارادہ آخرت؛ سوچئے، میرا ارادہ ہے آخرت کا؟ ۱۰۰ فیصد لوگ کہیں گے جی ہاں۔ سب کے ارادے ہیں۔ یہاں ارادہ آخرت سے مراد اخلاص ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی۔

۲۔ ایسی کوشش جو اس کے لائق ہو۔ اور یہاں اِس سے مراد سنت ہے۔ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو بھی ماننا۔ آپ صلی اللہ علیہ کو نہیں مانے گا تو کافر کہلائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مان کر آپ کی بات نہیں مانے گا منافق کہلائے گا۔

۳۔ اور وہ مومن ہو۔ یعنی ایمان؛ کیونکہ اس کے بغیر کوئی بھی عمل قابلِ توجہ ہی نہیں۔ تو آپ کہہ سکتے ہیں،

اور جو یہ تین کام کرے گا۔ 'فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُم مَّشْكُورًا' ایسے لوگوں کی نعمتوں کی قدر دانی کی جائے گی۔ مَّشْكُورًا جس کی شکر گزاری کی جائے گی، جس کی قدر کی جائے گی۔ کوالٹی کنٹرول رکھ دیا، ایک خاص لیول کی کوشش کرے گا پھر فائدہ ہو گا۔ ورنہ نہیں۔ کوشش تو اکثر لوگ کرتے ہیں مگر اپنی مرضی کی۔ مطلوبہ معیار کی کوشش نہیں ہوتی، یا اتنا عرصہ نہیں ہوتی۔

مثلاً کھانے میں نمک ڈالنا ہے مگر کم ڈالیں، چینی ڈالیں مگر کم ڈال دیں، کھانا کھاتے ہیں اس میں جو ضرورت کی کیلوریز نہ ملیں تو پھینک دو، وہ چیز ضائع ہو جاتی ہے، تھوڑی سی کسی چیز میں کمی ہو تو ضائع ہو جاتی ہے۔ اسی طرح آخرت کے لئے تھوڑی کوشش کرنا، اور تھوڑی نہ کرنا وہ کی ہوئی کوشش کو بھی ضائع کر دے گا۔ ریجکشن، پھینک دو، ٹھیک نہیں ہے، سورۃ شعراء آیت نمبر ۲۰ میں بھی یہی بات آتی ہے۔

مَن كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ ۖ وَمَن كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِن نَّصِيبٍ ﴿٢٠﴾

دنیا چاہو گے تو دنیا ملے گی آخرت چاہو گے تو آخرت ملے گی۔ ہر انسان اپنے آپ کو دیکھ لے کدھر کتنی کوشش ہے۔

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۚ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾

ہم ہر فریق کو اپنی پروردگاری بخششوں سے مدد دیتے ہیں ان کو بھی اور تیرے رب کی بخشش کسی پر بند نہیں ﴿۲۰﴾

كُلًّا نُّمِدُّ "ہم ہر ایک کو مدد دیتے ہیں، دنیا چاہنے والوں کو بھی آخرت چاہنے والوں کو بھی، هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ پہلا هٰٓؤُلَآءِ دنیا چاہنے والا دوسرا هٰٓؤُلَآءِ آخرت چاہنے والا۔ سب کو ہم مدد دیتے ہیں، مراد دیکھنے کی، سننے کی، چلنے کی، بولنے کی، مال کمانے کی، خرچ کرنے کی، اچھائی کی برائی کی، ساری صلاحیتیں ہم دونوں کو دیتے ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ دنیا کمانے والے کا دماغ بہت چلے اور آخرت کمانے والے کا نہ چلے!

ہم سب کو سہولیات برابر دیتے ہیں اور یہ کیوں ہم دیتے ہیں۔ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۚ تحفے میں اللہ تعالی نے یہ چیزیں دے دیں۔ انسان اسکا حق نہیں رکھتا تھا۔ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا اور تیرے رب کی عطا رکی ہوئی نہیں ہے۔ مَحْظُوْرًا روکی ہوئی،

تیرے اللہ کی طرف سے یعنی انسان بھرپور فائدہ اُٹھالے اپنے مال، وقت اور صحت سے جو فائدہ اٹھائے گا اس کو فائدہ ملے گا یہ نہیں ہوسکتا کوئی فائدہ اُٹھانا چاہئے اور اسکو فائدہ نہ ملے!

اللہ تعالی نے یہاں بتادیا، جو جتنی کوشش کرے گا اُس کو اُتنا ملے گا۔ یہ اللہ تعالی کا اصول ہے۔ یہ گفٹ میں دے دیا۔ کہا کافر بھی محنت کرے گا تو اس کو بھی ملے گا۔

گھاس اگر مومن کو سبز نظر آتی ہے، تو کافر کو بھی سبز ہے دکھائی دیتی ہے۔ اُس کو بھوک لگتی ہے تو اِس کو بھی بھوک لگتی ہے۔ دونوں کو ایک جیسے ذرائع دیئے۔

لیکن آخرت کس کو ملے گی۔ اس کا جواب دے دیا؛

انظُرۡ كَيۡفَ فَضَّلۡنَا بَعۡضَهُمۡ عَلَىٰ بَعۡضٍ ۚ وَلَلۡاٰخِرَةُ أَكۡبَرُ دَرَجَاتٍ وَأَكۡبَرُ تَفۡضِيلًا ﴿٢١﴾ دیکھو ہم نے ایک کو دوسرے پر کیسی فضیلت دی ہے اور آخرت کے تو بڑے درجے اور بڑی فضیلت ہے ﴿٢١﴾

دیکھو ہم نے بعض کو بعض پر کیسے درجے دیتے ہیں۔؛یعنی ہم آخرت چاہنے والے کو دنیا چاہنے والے پہ فوقیت دیتے ہیں۔

وَلَلۡاٰخِرَةُ أَكۡبَرُ دَرَجَاتٍ وَأَكۡبَرُ تَفۡضِيلًا۔۔ البتہ آخرت تو بہتر ہے درجوں میں، وَأَكۡبَرُ تَفۡضِيلًا اور بہت زیادہ فضیلت والی بھی ہے۔ درجات میں بڑھی ہوئی بھی ہے۔

یہ ہے آخرت چاہنے والے کی فضیلت، دنیا کے لئے دونوں کو دیا۔ لیکن آخرت کے لئے اعلیٰ کردار والے لوگوں کو دیا۔ کوئی دوسرے کا رزق روک نہیں سکتا۔ دنیا کمالو، دولت اللہ کی بخشش ہے!

دنیا کمالو، اللہ تعالی دیتا ہے کیونکہ جو کوشش کرتا ہے ملتا اسی کو ہے۔ دنیا آخرت کے طلب گار کو بھی ملتی ہے، جتنی اُس کے مقدر میں ہوتی ہے۔ دنیا کے طلب گار کے لئے یہ ممکن نہیں، کہ وہ آخرت کے طلب گار کی روزی بند کر دے۔

اور نہ ہی آخرت کا طلب گار دنیا والے کی روزی بند کر سکتا ہے۔ یہ اللہ کے دیئے ہوئے ذرائع ہیں۔ وہ دے گا لیکن آخرت والے کو درجے ملیں گے۔ سیرت اور کردار کی فضیلت ہی اصل فضیلت ہے۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی یہی ہیں، وہ لوگ جو اعلیٰ درجے پائیں گے۔ جو دنیا میں بچ بچ کے جیئیں گے۔ ڈر، ڈر کے جیئیں گے۔ اور اُن کے بڑے درجے ملیں گے۔

صیح بخاری اور مسلم کی روایات میں آتا ہے۔ جنت کے ہر درجے میں اتنا فاصلہ ہے۔ جتنا زمین و آسمان میں۔ نچلے درجے والے لوگ اُوپر والوں کو یوں دیکھیں گے جیسے تم رات کو آسمان پہ تاروں کو دیکھتے ہو۔

"سبحان اللہ" وجہ کیا!، کوشش، جو کرے گا اُس کو ملے گا۔ اللہ تعالی نے شروع سے یہ بات بتا دی۔

دیکھیں یہ کردار ہیں۔ ایک عاجلہ کا چاہنے والا ایک آخرہ کا چاہنے والا آپ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کہانی سنائی تھی۔ کہ اپنے گھر میں ایک فالتو چراغ جلانے پہ ناراض ہو رہے ہیں۔ اور اللہ کے نام پہ مانگنے والے کو اشرفیوں کی تھیلی دے دی۔ یہ ہوتی ہے گہری سوچ۔ یہ ہے فَضَّلۡنَا بَعۡضَهُمۡ عَلَىٰ بَعۡضٖۚ۔۔ ایسے لوگوں کو نیکیوں کے موقع دکھائی دینے لگتے ہیں۔

اُن کو یہ بات سمجھ آئی ہم کو کیوں نہیں آتی؟ شروع سے ہمیں اِس دنیا کی طلب کے لئے تیار کر دیا گیا۔ سارا ماحول ہی ایسا ہے۔ دنیا کی ترقی، نوکری، یہ پڑھنا، وہ پڑھنا، مال کمانا۔ کسی کا ذہن ہی نہیں جاتا کہ چلو اِس سے ذرا ہٹ کے دیکھتے ہیں۔

جو کوشش کرے گا اسکو ملے گا۔ آخرت کے لئے کوشش کو تھوڑا کر دیا۔ پھر وہ دُعاؤں سے تو نہیں ملے گی۔ وہ تو ملے گی جب اللہ سے مانگا ہو گا پھر اس کو کس کے ساتھ جوڑ دیا۔

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿۲۲﴾

تو اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود نہ بناورنہ تو ذلیل بے کس ہو کر بیٹھے گا ﴿۲۲﴾

خواہش کو، تمنا کو، مال کو، دولت کو، کسی کے پیچھے نہ لگو۔ لوگوں کی دنیا دیکھ دیکھ کر حیران نہ ہوتے رہو۔ کہ اُس کو یہ ملا وہ ملا۔ اللہ کو چھوڑ کر جو دنیا کے پیچھے لگے گا تو حال کیا ہو گا۔

فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ۔۔ بے یارو مددگار بدحال چھوڑ دیئے جاوگے۔ اور ایسے ہی ہوتا ہے۔ مشرک اور اُن مشرکوں کے معبودوں کی مذمت بیان کی جارہی ہے۔ دنیا میں جتنے معبودوں سے حاجت روائی یا مشکل کشائی ہوتی ہے۔

تمنائیں کی جاتی ہیں، آرزوئیں دعائیں کی جاتی ہیں۔ یا تو وہ بے جان ہوتے ہیں یا جاندار، بے جان ہیں تو وہ انسان کے اپنے ہاتھوں کے بنے ہوئے ہیں۔ وہ تو خود انسانوں کے محتاج ہیں۔ کیا مدد کریں گے۔

جو جاندار ہیں وہ اللہ کے آگے مطیع اور محتاج ہیں۔ تمہاری مدد کیسے کریں گے؟ تم اُن سے توقعات لگائے بیٹھے ہو۔ مصیبت کے وقت یہ کہاں کام کریں گے۔ بہتر کیا ہے، مادہ پرستی کے الٰہ کو چھوڑ کر اللہ کی ذات کی طرف آجاؤ۔

وہاں بھی درجے پانا چاہتے ہو۔ دنیا میں محنت کرتے ہو تو اسٹیٹس اعلیٰ ہوتا ہے۔

وہی آخرت کے لئے کرو۔ وہاں تو چھوٹی، چھوٹی کوششوں سے درجے بدل جائیں گے۔ وہاں جا کے پتا چلے گا کہ کرنی کوششیں کر سکتے تھے مگر نہیں کیں۔ سورہ الزخرف آیت نمبر ۳۲ اور سورہ الانعام آیت نمبر ۱۶۵ میں بھی درجوں کا فرق کا ذکر آتا ہے۔

دنیا میں ایک نمبر سے رہ جائیں پیچھے رہ جائیں تو ساری زندگی افسوس رہتا ہے۔ بس میں ایک نمبر سے رہ گیا تھا پوزیشن سے۔ اور جو لوگ آخرت کو سامنے رکھتے ہیں تو اُن کے جینے کا انداز بدل جاتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے دے اور ہم اللہ تعالیٰ سے ھدایت مانگ لیں۔ تو جینے کا انداز بدل سکتا ہے۔

یہاں جو لفظ اعجلا استعمال کیا ہے دنیا کے لئے یہ بہت انٹرسٹنگ لفظ ہے۔ بالکل ایک سوچ ہے۔ آج ہر چیز جلدی چاہیے۔ کم وقت، جلدی سے کام ہو، کھانے میں فاسٹ فوڈ، نماز میں کیوں دیر ہوتی ہے؟ دنیا چاہتے ہیں، ہر جگہ آرام، آرام نفس کی پرستش کے سارے راستے عاجلہ کے ہیں۔ عجلت سے۔

طلاق کیوں ہو گئی؟ جھٹ سے دے دی، جلدبازی میں۔ ساری دنیا کہاں بھاگ رہی ہے۔ عاجلہ۔ قتل ہو جاتے ہیں لوگوں کے عاجلہ، حلال اور حرام کا فرق کس چیز کا ہے۔ عاجلہ کا۔ حرام جلدی مل جاتا ہے آسانی سے مل جاتا ہے حلال کی نسبت۔ حلال کے لئے محنت کرنی پڑتی ہے۔ نشہ لوگ کیوں کرتے ہیں کہ جو مشکل آئی اس کو دماغ سے نکال دیں۔

آپ غور کریں تو ان شااللہ آپکو دکھائی دے گا کہ ہماری ساری گھبراہٹوں کی وجہ یہ عاجلہ ہے۔

ان سے اپنے آپ کو بچالیں گے تو اللہ تعالیٰ، ان شااللہ رحمت کرے گا۔